تختۂ دار پر

موسم گرما کا سورج آگ برساتا ہوا مکہ کی پہاڑیوں کے پیچھے شام سیاہ قبا کو لالہ کے پھول مار رہا تھا جس سے مشرقی افق پر سیاہی نمودار ہو رہی تھی۔ اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کے گلے صحرا کی ہریالی سے اپنا پیٹ بھر کر واپس لوٹ رہے تھے۔ دن بھر کی تھکی ماندی مخلوق رات کی پر سکون آغوش میں پناہ لینے لگی تھی کہ اچانک مکہ کے گلی کوچوں میں منادی کی آواز بلند ہوئی۔ وہ کہہ رہا تھا..................

"لوگو! کل صبح تنعیم کے وسیع و عریض میدان میں صحابی خبیبؓ کو سولی دی جائے گی۔"

منادی کے اعلان کو سن کر مکہ کے ہر گھر میں خبیب کا تذکرہ ہونے لگا۔ خبیب عدی کے بیٹے، مدینہ کے قبیلہ اوس کے چشم و چراغ، ایمان و خلوص اور صبر و عزیمت کے پیکر بلکہ کوہِ گراں، رسول اللہ ﷺ کے سرفروش صحابی، بنو لحیان کی درخواست پر سرکار دوعالم ﷺ نے انہیں دین کی دعوت کے لئے دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ بھیجا، لیکن ایک سازش کے تحت مقام رجیع پر انہیں دھوکے سے گرفتار کر لیا گیا اور مکہ میں حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔ حارث بدر کی جنگ میں خبیب کے ہاتھوں مارا گیا تھا اور اب اس کے بیٹے انہیں خرید کر اور سولی دے کر اپنی آتش انتقام کو بجھانا چاہتے تھے۔

بدر کی جنگ کا نقصان مکہ والوں کے لئے ناقابل تلافی تھا۔ ان کے بڑے بڑے جرنیل اور اساطین ابوجہل، عتبہ اور ولید وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ اس نقصان کی یاد انہیں بے چین کر دیتی۔ ہر آنکھ اشکبار اور زبان نالہ و شیون پر آمادہ ہو جاتی، لہٰذا منادی کی یہ آواز سن کر ہر شخص خبیب کو سولی پر تڑپتا دیکھنے کے لئے بے قرار ہو گیا اور ارادہ کر لیا کہ صبح ہو، اس منظر کو ضرور دیکھے گا۔

صبح سورج نے افق مشرق سے ابھی سر نکالا ہی تھا کہ مکہ کے لوگ تنعیم کے میدان میں اکٹھا ہونے شروع ہو گئے۔ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان کوئی بھی پیچھے نہ رہنا چاہتا تھا۔ میدان میں نوجوانوں کی ٹولیاں رقصِ مسرت کرتی پھرتی تھیں اور عورتیں خوشی کے گیت گا رہی تھیں۔

عین وقت پر خبیب کو مقتل میں لایا گیا تو مجمع پر ایک سناٹا سا چھا گیا۔ خبیب کی شان اس وقت قابل دید تھی۔ پیروں میں بیڑیاں، ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے، چہرے پر بجائے پریشانی کے ایک دل آویز مسکراہٹ اور آنکھوں میں ایک عجیب دل میں کھب جانے والی نورانی اور ایمانی چمک۔ وہ سر اٹھائے بڑی شان اور باوقار چال سے مقتل میں تشریف لائے۔

سولی کا پھندا ایک درخت کے ساتھ لٹکایا گیا تھا۔ خبیب کی نورانی آنکھوں نے پہلے تو اس پھندے کو چوما اور پھر وہ ہجوم پر مرکوز ہو گئیں۔ سولی دینے والے سولی دینے کے لئے آگے بڑھے تو ان کا چہرہ اور چمک

اٹھا۔ پھر فرمایا:

"ذرا ٹھہرو مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ میں جان جانِ آفریں کے سپرد کرنے سے پہلے اس کے حضور میں آخری بار سجدہ ریز ہونا چاہتا ہوں"

اجازت دے دی گئی۔ ہاتھ کھول دیئے گئے۔ خبیب نے قبلہ رو ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیر کر کہا:

"جی تو چاہتا تھا کہ ان رکعتوں کو لمبا کروں۔ پھر خیال آیا کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ موت سے ڈر گیا ہوں"

پھر کھڑے ہوئے۔ سولی دینے والوں نے پہلے کی طرح ان کی مشکیں کس دیں۔ یہ مردانہ وار سولی کی طرف بڑھے۔ ان کی زبان پر یہ شعر جاری تھے۔

وذالک فی ذات الالہ وان یشاء

مبارک علی اوثال شلو ممزعی

ولست ابالی حین اقتل مسلماً

علی ایّ جنب کان للہ مصرعی

یعنی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو رہا ہے۔ وہ اگر چاہے تو جسم کے پارہ پارہ میں برکت ڈال دے۔ جب میں ایک مسلمان کی موت مر رہا ہوں تو مجھے اس بات کی کیا فکر ہے کہ میں کس پہلو پر قتل کیا جاتا ہوں۔ سولی کا پھندا جب خبیب کی گردن میں ڈال دیا گیا اور تختۂ دار پر جھولنے لگے تو دشمنوں کی آتش انتقام اس سے بھی نہ بجھی اور انھوں نے نیزے مار مار کر اس کا جسم چھلنی کر دیا۔

مقتل میں سناٹا اور گہرا ہو گیا۔

خبیب کسی گھبراہٹ اور اضطراب کے بغیر اپنے رب سے جا ملے۔ ان کا چہرہ قبلہ کی طرف تھا۔ ان کے چہرے کو قبلہ سے پھیرنے کی بہت کوشش کی گئی لیکن وہ سب سے کٹ کر ایک اللہ کا ہو رہا تھا۔ ان کا رخ دوسری طرف کون پھیر سکتا تھا؟

خبیب پہلے شہید تھے۔ جنھوں نے سولی پر جان دی۔ ان کی موت ایک باوقار موت تھی۔ شہید کی موت، جو مر کر بھی زندہ رہتا ہے۔ ان کی وجہ سے سولی پر چڑھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنے کی سنت زندۂ جاوید ہو گئی۔ رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ

★★★